حق و باطل کی کش مکش ازل سے جاری ہے۔ عنوان بدلتے رہے ہیں، مگر کردار اور میدان ایک سے رہے ہیں۔ اس معرکے میں کار فرما روح تو بالکل ہی ایک جیسی رہی ہے۔ رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار پر یہودی، عیسائی، مجوسی اور ہندو متفق رہے ہیں۔ جہاں جہاں ان کا بس چلا ہے، انھوں نے روز اول سے حیرت انگیز اتحاد کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہمہ جہت یلغار جاری رکھی ہے۔

جناب شفیق الاسلام فاروقی دعوت دین کے لیے ایک قابل رشک جذبہ رکھتے ہیں۔ ان کی زیر نظر نئی کتاب اسی معرکے کا ایک روشن باب ہے۔ مصنف نے اس معرکے کو محض ایک تماشائی کے طور پر نہیں دیکھا، بلکہ جذبے سے سرشار ایک نوجوان مجاہد کی طرح اس جدل میں حصہ بھی لیا ہے۔ انھوں نے باقاعدہ ایک مورچہ سنبھال کر، ایمان، حاضر دماغی، قلم اور محدود وسائل کے ہتھیاروں سے یہ جنگ لڑی ہے۔ وہ ستائے بغیر ہر آن ایک زیرک اور بیدار مغز اوپی (جنگی اصطلاح میں اوپی اگلے مورچوں پر فوجیوں کی رہنمائی کے لیے دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے) کی طرح دشمن، اس کی گھاتوں اور چالوں کو پرکھتے ہیں۔ پھر قلم بکف ہو کر دشمن سے براہ راست معرکہ آزمائی کرتے ہیں۔

فاروقی صاحب نے مغرب کے ثقہ اہل قلم کی، مخالف اسلام تحریروں پر گرفت کی ہے۔ طرز تحریر مناظرانہ ہے اور نہ طرز تکلم صوفیانہ۔ وہ ایک داعی حق کی طرح اسلام کا موقف بے لاگ انداز اور مدلل و متین پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے بیرونی دنیا میں انگریزی اور اندرون ملک اردو کو ذریعہ اظہار بنایا ہے۔ یہ کتاب مغربی ذہن اور ان کے اہل قلم کی اسلامی روح کو جاننے میں بے بسی کو آشکارا کرتی ہے۔ قدیم اور جدید تاریخ پر مصنف کی نظر سے آشنا کرتی ہے۔ قرآن، حدیث، سیرت پاکؐ اور اسلامی تاریخ کے نشیب و فراز اور غنیم کی ٹھوکروں کو بے نقاب کرتی ہے (**سلیم منصور خالد**)۔

عصر حاضر کی جہادی تحریکیں، محمد شفیق ملک۔ ناشر نوید سحر پبلی کیشنز، ۴۲ چیمبرلین روڈ، لاہور۔ صفحات: ۶۴۴۔ قیمت: ۲۶۰ روپے۔

امت مسلمہ، مختلف علاقوں میں غاصب قوتوں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے جہاد کے عمل سے گزر رہی ہے۔ اسلام کی بنیاد ایمان اور جہاد پر استوار ہے۔ کشمیر، افغانستان، چیچنیا، کوسووا، اراکان، فلسطین، بوسنیا، مورولینڈ (فلپائن) کے علاقے مسلمان حریت پسندوں اور مجاہدوں کے خوں سے لالہ زار ہیں۔

ان جہادی تحریکوں کے بارے میں مصدقہ معلومات کی فراہمی آسان کام نہیں ہے۔ یہ کتاب اس سلسلے میں معلومات فراہم کرنے کی ایک کاوش ہے۔ بہ ظاہر مصنف نے خاصی محنت سے کافی تفصیل فراہم کر دی ہے لیکن مراجع و مصادر ثانوی ہیں۔ اگر بنیادی عربی مآخذ کی مدد سے مزید معلومات تک رسائی حاصل کی جاتی تو اور بہتر ہوتا۔ اسی طرح کتاب کے حجم اور مباحث کو متناسب انداز سے مدون کرنے کی ضرورت تھی [